

علما کی ذمے داریوں کا بیان

<?xml encoding="UTF-8">

خطبات امام حسین(علیہ السلام) میں سے ایک خطبہ جس میں آپ عیہ السلام نے

(علما کی ذمے داریوں کا بیان) فرمایا ہے

امام نے فرمایا:

ثُمَّ أَنْتُمْ أَيُّهَا الْعَصَابَةُ بِالْعِلْمِ مَشْهُورَةٌ وَ بِالْخَيْرِ مَذْكُورَةٌ وَ بِالنَّصِيحَةِ مَعْرُوفَةٌ وَ بِاللَّهِ فِي أَنْفُسِ النَّاسِ مَهَابَةٌ
يَهَابُكُمْ الشَّرِيفُ وَ يُكْرِمُكُمْ الضَّعِيفُ وَ يُؤْتِرُكُمْ مَنْ لَا فَضْلَ لَكُمْ عَلَيْهِ وَ لَا يَدَ لَكُمْ عِنْدَهُ تُشْفَعُونَ فِي الْحَوَائِجِ إِذَا
امْتَنِعَتْ مِنْ طُلَابِهَا وَ تَمْشُونَ فِي الطَّرِيقِ بِهَيْبَةِ الْمُلُوكِ وَ كِرَامَةِ الْأَكَابِرِ ، أَلَيْسَ كُلُّ ذَلِكَ إِنَّمَا نِلْتُمُوهُ بِمَا يُرْجَى
عِنْدَكُمْ مِنَ الْقِيَامِ بِحَقِّ اللَّهِ وَ إِنْ كُنْتُمْ عَنْ أَكْثَرِ حَقِّهِ تُقْصِرُونَ فَاسْتَحْفَفْتُمْ بِحَقِّ الْأَيْمَةِ فَأَمَّا حَقُّ الضُّعَفَاءِ فَضَيَّعْتُمْ
وَ أَمَّا حَقُّكُمْ بِرِزْقِكُمْ فَطَلَبْتُمْ فَلَا مَالَ بَدَلْتُمُوهُ وَ لَا نَفْسًا خَاطَرْتُمْ بِهَا لِلَّذِي خَلَقَهَا وَ لَا عَشِيرَةً عَادَيْتُمُوهَا فِي ذَاتِ
اللَّهِ

أَنْتُمْ تَتَمَنَّوْنَ عَلَى اللَّهِ جَنَّتَهُ وَ مُجَاوَرَةَ رَسُولِهِ وَ أَمَانًا مِنْ عَذَابِهِ لَقَدْ حَشَيْتُ عَلَيْكُمْ أَيُّهَا الْمُتَمَنَّوْنَ عَلَى اللَّهِ أَنْ تَحِلَّ
بِكُمْ نِقْمَةٌ مِنْ نِقَمَاتِهِ لِأَنَّكُمْ بَلَعْتُمْ مِنْ كِرَامَةِ اللَّهِ مَنَزِلَةً فَضَلَّيْتُمْ بِهَا وَ مَنْ يُعْرِفُ بِاللَّهِ لَا تُكْرِمُونَ وَ أَنْتُمْ بِاللَّهِ فِي
عِبَادِهِ تُكْرِمُونَ وَ قَدْ تَرَوْنَ عُهودَ اللَّهِ مَنْقُوصَةً فَلَا تَفْرَعُونَ وَ أَنْتُمْ لِبَعْضِ ذِمِّ آبَائِكُمْ تَفْرَعُونَ وَ ذِمَّةُ رَسُولِ اللَّهِ
مَحْفُورَةٌ مَحْفُورَةٌ وَ الْعُمَى وَ الْبُكْمُ وَ الرِّمْنَى فِي الْمَدَائِنِ مُهْمَلَةٌ لَا تُرْحَمُونَ وَ لَا فِي مَنَزِلَتِكُمْ تَعْمَلُونَ وَ لَا مَنْ عَمِلَ
فِيهَا تُعَيِّنُونَ

وَ بِالْإِدِّهَانِ وَ الْمُضَانَعَةِ عِنْدَ الظُّلَمَةِ تَامِنُونَ كُلُّ ذَلِكَ مِمَّا أَمَرَكُمُ اللَّهُ بِهِ مِنَ التَّهْيِ وَ التَّنَاهِي وَ أَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ وَ
أَنْتُمْ أَعْظَمُ النَّاسِ مُصِيبَةً لِمَا غُلِبْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ مَنَازِلِ الْعُلَمَاءِ لَوْ كُنْتُمْ تَشْعُرُونَ ذَلِكَ بِأَنَّ مَجَارِيَ الْأُمُورِ وَ الْأَحْكَامِ
عَلَى أَيْدِي الْعُلَمَاءِ بِاللَّهِ الْأَمْنَاءُ عَلَى حَلَالِهِ وَ حَرَامِهِ فَانْتُمْ الْمَسْلُوبُونَ تِلْكَ الْمَنَزِلَةَ وَ مَا سَلِبْتُمْ ذَلِكَ إِلَّا بِتَفَرُّقِكُمْ عَنِ
الْحَقِّ وَ اخْتِلَافِكُمْ فِي السُّنَّةِ بَعْدَ الْبَيِّنَةِ الْوَاضِحَةِ وَ لَوْ صَبَرْتُمْ عَلَى الْأَذَى وَ تَحَمَّلْتُمْ الْمُؤُونَةَ فِي ذَاتِ اللَّهِ كَانَتْ أُمُورُ
اللَّهِ عَلَيْكُمْ تَرْدٌ وَ عَنْكُمْ تَصْدُرٌ وَ إِلَيْكُمْ تَرْجِعُ وَ لَكِنَّكُمْ مَكَّنْتُمْ الظُّلَمَةَ مِنْ مَنَزِلَتِكُمْ وَ اسْتَسَلَمْتُمْ أُمُورَ اللَّهِ فِي أَيْدِيهِمْ
يَعْمَلُونَ بِالشُّبُهَاتِ وَ يَسِيرُونَ فِي الشَّهَوَاتِ سَلَطَهُمْ عَلَى ذَلِكَ فِرَارُكُمْ مِنَ الْمَوْتِ وَ إِعْجَابُكُمْ بِالْحَيَاتِ الَّتِي هِيَ
مُفَارِقَتُكُمْ فَاسْلَمْتُمْ الضُّعَفَاءَ فِي أَيْدِيهِمْ فَمِنْ بَيْنِ مُسْتَعْبِدٍ مَقْهُورٍ وَ بَيْنِ مُسْتَضْعَفٍ عَلَى مَعِيشَتِهِ مَغْلُوبٍ
يَتَقَلَّبُونَ فِي الْمُلْكِ بَارَائِهِمْ وَ يَسْتَشْعِرُونَ الْخِزْيَ بِأَهْوَائِهِمْ إِقْتِدَاءً بِالْأَشْرَارِ وَ جُرْأَةً عَلَى الْجَبَّارِ فِي كُلِّ بَلَدٍ مِنْهُمْ عَلَى
مَنْبَرِهِ خَطِيبٌ مُضَقِّعٌ فَالْأَرْضُ لَهُمْ شَاغِرَةٌ وَ أَيْدِيهِمْ فِيهَا مَبْسُوطَةٌ وَ النَّاسُ لَهُمْ حَوْلٌ لَا يَدْفَعُونَ يَدَ لَامِسٍ فَمِنْ بَيْنِ
جَبَّارٍ عَنِيدٍ وَ ذِي سَطْوَةٍ عَلَى الضُّعْفَةِ شَدِيدٍ مُطَاعٍ لَا يَعْرِفُ الْمُبْدِءَ الْمُعِيدَ فَيَا عَجَبًا وَ مَالِي لَا أَعْجَبُ وَالْأَرْضُ مِنْ
غَاشٍ غَشُومٍ وَ مُتَصَدِّقٍ ظُلُومٍ وَ عَامِلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ بِهِمْ غَيْرِ رَحِيمٍ ، قَالَهُ الْحَاكِمُ فِيمَا فِيهِ تَنَازَعْنَا وَ الْقَاضِي بِحُكْمِهِ
فِيمَا شَجَرَ بَيْنَنَا

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مَا كَانَ مِنَّا تَنَافُسًا فِي سُلْطَانٍ وَ لَا تِمَاسًا مِنْ فُضُولِ الْحُطَامِ وَ لَكِنْ لِنُرَى الْمَعَالِمَ مِنْ دِينِكَ وَ نُظْهِرَ الْأَصْلَاحَ فِي بِلَادِكَ وَ يَأْمَنَ الْمَظْلُومُونَ مِنْ عِبَادِكَ وَ يُعْمَلَ بِفَرَائِضِكَ وَ سُنَنِكَ وَ أَحْكَامِكَ فَإِنَّكُمْ إِنْ لَا تَنْصُرُونَا وَ تَنْصِفُونَا قَوِي الظُّلْمَةَ عَلَيْنَا وَ عَمِلُوا فِي إِطْفَاءِ نُورِ نَبِيِّكُمْ وَ حَسَبْنَا اللَّهَ وَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا وَ إِلَيْهِ أُنَبِّئُكَ وَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ

اہم الفاظ کی تشریح

جیسا کہ ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ اس خطبے کے اس حصے کے بعض جملات کچھ فرق کے ساتھ امیر المومنین کے خطبوں میں بھی ملتے ہیں۔(1)

فاستخفتم بحق الائمة :

کتاب ((تحف العقول)) اور ((وافی)) کے موجودہ نسخوں میں بحق الائمة درج ہے۔ اس صورت میں امیر المومنین، امام حسن اور امام حسین کے حقوق کا غصب ہونا مراد ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ دراصل بحق الامہ ہو اور کتابت میں اضافہ ہو گیا ہو اور بعد میں آنے والا جملہ فاما حق الضعفاء بھی اس امکان کی تائید کرتا ہے۔ (امام خمینی نے اس جملے کا ترجمہ بحق الامہ کے تحت کیا ہے)

ومن يعرف بالله لا تكرمون وانتم بالله في عباده تكرمون :جملے کی ابتداء میں آنے والا یعرف اور آخر میں آنے والا تکرمون دونوں مجہول کے صیغے ہیں جبکہ درمیان میں آنے والا لاتکرمون معلوم کا صیغہ ہے۔ یعنی بندگان خدا، اللہ والا ہونے کی بنا پر تمہارا احترام کرتے ہیں لیکن تم ان لوگوں کا احترام نہیں کرتے جو اللہ کی معرفت کے لئے مشہور ہیں۔

العمى و البكم والزمنى :

تینوں الفاظ بالترتیباً عمی، ابکم اور زمن کی جمع ہیں۔

لاترحمون اور غلبتم بہ :

مجہول کے صیغے ہیں۔

مجارى الا مور والا حکام على ایدی العلماء بالله الا مناء على حلا له و حرامه :

مجارى، مجرى کی جمع مصدر میمی یا پھر اسم مکان ہے۔ یعنی مسلمانوں اور مملکت اسلامی کے مختلف امور و معاملات میں مرکزی مقام علما کو حاصل ہونا چاہئے اور مسلمانوں کے مابین پھوٹ پڑنے والے تنازعات کا حل و فصل ان ربانی علما کے احکام کے مطابق ہونا چاہئے، جو حلال و حرام الہی کے امین اور آسمانی قوانین کو تحریف و تبدیلی سے محفوظ رکھنے والے ہوں۔

یہ جملہ ولایت فقیہ کو ثابت کرنے والے ان بے شمار دلائل میں سے ایک دلیل ہے جنہیں بزرگ شیعہ علما اور فقہا نے ذکر کیا ہے۔

عرب کہتے ہیں شغرت الارض یعنی اس سرزمین کا کوئی محافظ و نگہبان نہیں ہے۔

خطیب مصقع : (میم پر زیر اور باقی حروف پر زبر)۔ بلند آواز والے خطیب کو کہتے ہیں۔ عصر حاضر میں دشمنوں کے ہاتھوں میں موجود ذرائع ابلاغ جیسے ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ اسکے نمایاں مصداق ہیں۔

اس حصے کے جملوں کا علیحدہ علیحدہ ترجمہ

ثُمَّ أَنْتُمْ أَيُّهَا الْعِصَابَةُ عِصَابَةٌ بِالْعِلْمِ مَشْهُورَةٌ وَ بِالْخَيْرِ مَذْكُورَةٌ وَ بِالنَّصِيحَةِ مَعْرُوفَةٌ وَ بِاللَّهِ فِي أَنْفُسِ النَّاسِ مَهَابَةٌ يَهَابُكُمْ الشَّرِيفُ وَ يُكْرِمُكُمْ الضَّعِيفُ وَ يُؤْتِرُكُمْ مَنْ لَا فَضْلَ لَكُمْ عَلَيْهِ وَ لَا يَدَ لَكُمْ عِنْدَهُ تُشَفَّعُونَ فِي الْحَوَائِجِ إِذَا امْتَنَعَتْ مِنْ طَلَابِهَا وَ تَمْشُونَ فِي الطَّرِيقِ بِهَيْبَةِ الْمُلُوكِ وَ كَرَامَةِ الْأَكَابِرِ ،

اے وہ گروہ جو علم و فضل کے لئے مشہور ہے، جس کا ذکر نیکی اور بھلائی کے ساتھ کیا جاتا ہے ، وعظ و نصیحت کے سلسلے میں آپ کی شہرت ہے اور اللہ والے ہونے کی بنا پر لوگوں کے دلوں پر آپ کی ہیبت و جلال ہے ، یہاں تک کہ طاقتور آپ سے خائف ہے اور ضعیف و ناتواں آپ کا احترام کرتا ہے، حتیٰ وہ شخص بھی خود پر آپ کو ترجیح دیتا ہے جس کے مقابلے میں آپ کو کوئی فضیلت حاصل نہیں اور نہ ہی آپ اس پر قدرت رکھتے ہیں۔ جب حاجت مندوں کے سوال رد ہو جاتے ہیں تو اس وقت آپ ہی کی سفارش کارآمد ہوتی ہے (آپ کو وہ عزت و احترام حاصل ہے کہ) گلی کوچوں میں آپ کا گزر بادشاہوں کے سے جاہ و جلال اور اعیان و اشراف کی سی عظمت کے ساتھ ہوتا ہے۔

أَلَيْسَ كُلِّ ذَلِكَ إِنَّمَا نَلْتُمُوهُ بِمَا يُرْجَى عِنْدَكُمْ مِنَ الْفِيَامِ بِحَقِّ اللَّهِ وَ إِنْ كُنْتُمْ عَنْ أَكْثَرِ حَقِّهِ تَقْصِرُونَ فَاسْتَخَفَّيْتُمْ بِحَقِّ الْأَيِّمَةِ فَأَمَّا حَقُّ الضُّعَفَاءِ فَضَيَّعْتُمْ وَ أَمَّا حَقُّكُمْ بِرِعْمِكُمْ فَطَلَبْتُمْ فَلَا مَالَ بَدَلْتُمُوهُ وَ لَا نَفْسًا خَاطَرْتُمْ بِهَا لِلَّذِي خَلَقَهَا وَ لَا عَشِيرَةً عَادِيْتُمُوهَا فِي ذَاتِ اللَّهِ

یہ سب عزت و احترام صرف اس لئے ہے کہ آپ سے توقع کی جاتی ہے کہ آپ الہی احکام کا اجراء کریں گے ، اگرچہ اس سلسلے میں آپ کی کوتاہیاں بہت زیادہ ہیں۔ آپ نے امت کے حقوق کو نظر انداز کر دیا ہے، (معاشرے کے) کمزور اور بے بس افراد کے حق کو ضائع کر دیا ہے اور جس چیز کو اپنے خیال خام میں اپنا حق سمجھتے تھے اسے حاصل کر کے بیٹھ گئے ہیں۔ نہ اس کے لئے کوئی مالی قربانی دی اور نہ اپنے خالق کی خاطر اپنی جان خطرے میں ڈالی اور نہ اللہ کی خاطر کسی قوم و قبیلے کا مقابلہ کیا۔

أَنْتُمْ تَتَمَتَّنُونَ عَلَى اللَّهِ جَنَّتَهُ وَ مُجَاوَرَةَ رَسُولِهِ وَ أَمَانًا مِنْ عَذَابِهِ لَقَدْ حَشَيْتُ عَلَيْكُمْ أَيُّهَا الْمُتَمَتِّنُونَ عَلَى اللَّهِ أَنْ تَحِلَّ بِكُمْ نِقْمَةٌ مِنْ نِقَمَاتِهِ لَأَنَّكُمْ بَلَعْتُمْ مِنْ كَرَامَةِ اللَّهِ مَنَزِلَةً فَضَلَّيْتُمْ بِهَا وَ مَنْ يُعْرِفُ بِاللَّهِ لَا تُكْرِمُونَ وَ أَنْتُمْ بِاللَّهِ فِي عِبَادِهِ تُكْرِمُونَ

(اسکے باوجود) آپ جنت میں رسول اللہ کی ہم نشینی اور اللہ کے عذاب سے امان کے متمنی ہیں، حالانکہ مجھے تو یہ خوف ہے کہ کہیں اللہ کا عذاب آپ پر نازل نہ ہو، کیونکہ اللہ کی عزت و عظمت کے سائے میں آپ اس بلند مقام پر پہنچے ہیں، جبکہ آپ خود ان لوگوں کا احترام نہیں کرتے جو معرفت خدا کے لئے مشہور ہیں

جبکہ آپ کو اللہ کے بندوں میں اللہ کی وجہ سے عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

وَقَدْ تَرَوْا عُهُودَ اللَّهِ مَنقُوصَةً فَلَا تَفْرَعُونَ وَ أَنْتُمْ لِبَعْضٍ ذِمَّةِ آبَائِكُمْ تَفْرَعُونَ وَ ذِمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ مَحْفُورَةً مَحْفُورَةً وَ الْعُمَى وَ الْبُكْمَ وَ الزَّمَنِي فِي الْمَدَائِنِ مُهْمَلَةً لَا تُرَحَّمُونَ وَ لَا فِي مَنْزِلَتِكُمْ تَعْمَلُونَ وَ لَا مَنْ عَمِلَ فِيهَا تُعِينُونَ وَ بِالْإِدْهَانِ وَ الْمُضَانَعَةِ عِنْدَ الظَّلَمَةِ تَامُونَ كُلُّ ذَلِكَ مِمَّا أَمَرَكُمُ اللَّهُ بِهِ مِنَ النَّهْيِ وَ التَّنَاهِي وَ أَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ

آپ دیکھتے رہتے ہیں کہ اللہ سے کئے ہوئے عہدو پیمان کو توڑا جا رہا ہے، اس کے باوجود آپ خوفزدہ نہیں ہوتے، اس کے برخلاف اپنے آباؤ اجداد کے بعض عہد و پیمان ٹوٹتے دیکھ کر آپ لرز اٹھتے ہیں، جبکہ رسول اللہ کے عہد و پیمان (2) نظر انداز ہو رہے ہیں اور کوئی پروا نہیں کی جا رہی۔ اندھے، گونگے اور اپاہج شہروں میں لاوارث پڑے ہیں اور کوئی ان پر رحم نہیں کرتا۔ آپ لوگ نہ تو خود اپنا کردار ادا کر رہے ہیں اور نہ ان لوگوں کی مدد کرتے ہیں جو کچھ کر رہے ہیں۔ آپ لوگوں نے خوشامد اور چاپلوسی کے ذریعے اپنے آپ کو ظالموں کے ظلم سے بچایا ہوا ہے جبکہ خدا نے اس سے منع کیا ہے اور ایک دوسرے کو (بھی) منع کرنے کے لئے کہا ہے۔ اور آپ ان تمام احکام کو نظر انداز کئے ہوئے ہیں۔

وَ أَنْتُمْ أَعْظَمُ النَّاسِ مُصِيبَةً لِمَا غَلِبْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ مَنَازِلِ الْعُلَمَاءِ لَوْ كُنْتُمْ تَشْعُرُونَ ذَلِكَ بِأَنَّ مَجَارِيَ الْأُمُورِ وَ الْأَحْكَامِ عَلَى أَيْدِي الْعُلَمَاءِ بِاللَّهِ الْأَمْنَاءِ عَلَى حَلَالِهِ وَ حَرَامِهِ فَانْتُمْ الْمَسْلُوبُونَ تِلْكَ الْمَنْزِلَةَ وَ مَا سُلِبْتُمْ ذَلِكَ إِلَّا بِتَفَرُّقِكُمْ عَنِ الْحَقِّ وَ اخْتِلَافِكُمْ فِي السُّنَّةِ بَعْدَ الْبَيِّنَةِ الْوَاضِحَةِ

آپ پر آنے والی مصیبت دوسرے لوگوں پر آنے والی مصیبت سے کہیں بڑی مصیبت ہے، اس لئے کہ (اگر آپ سمجھیں تو) علما کے اعلیٰ مقام و منزلت سے آپ کو محروم کر دیا گیا ہے، کیونکہ مملکت کے نظم و نسق کی ذمہ داری علمائے الہی کے سپرد ہونی چاہئے، جو اللہ کے حلال و حرام کے امانت دار ہیں۔ اور اس مقام و منزلت کے چھین لئے جانے کا سبب یہ ہے کہ آپ حق سے دور ہو گئے ہیں اور واضح دلائل کے باوجود سنت کے بارے میں اختلاف کا شکار ہیں۔

وَ لَوْ صَبَرْتُمْ عَلَى الْأَذَى وَ تَحَمَّلْتُمْ الْمُؤُونَةَ فِي ذَاتِ اللَّهِ كَانَتْ أُمُورُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ تَرْدٌ وَ عَنْكُمْ تَصَدُّرٌ وَ إِلَيْكُمْ تَرْجِعُ وَ لَكِنَّكُمْ مَكَّنْتُمُ الظَّلَمَةَ مِنْ مَنْزِلَتِكُمْ وَ اسْتَسَلَّمْتُمْ أُمُورَ اللَّهِ فِي أَيْدِيهِمْ يَعْمَلُونَ بِالشُّبُهَاتِ وَ يَسِيرُونَ فِي الشَّهَوَاتِ

اگر آپ اذیت و آزار جھیلنے اور اللہ کی راہ میں مشکلات برداشت کرنے کے لئے تیار ہوتے تو احکام الہی (اجراء کے لئے) آپ کی خدمت میں پیش کئے جاتے، آپ ہی سے صادر ہوتے اور (معاملات میں) آپ ہی سے رجوع کیا جاتا لیکن آپ نے ظالموں اور جابروں کو یہ موقع دیا کہ وہ آپ سے یہ مقام و منزلت چھین لیں اور اللہ کے حکم سے چلنے والے امور (وہ امور جن میں حکم الہی کی پابندی ضروری تھی) اپنے کنٹرول میں لے لیں تاکہ اپنے اندازوں اور وہم و خیال کے مطابق فیصلے کریں اور اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کریں۔

سَلَّطَهُمْ عَلَى ذَلِكَ فِرَارُكُمْ مِنَ الْمَوْتِ وَ إِعْجَابُكُمْ بِالْحَيَاتِ الَّتِي هِيَ مُفَارِقَتُكُمْ فَاسْلَمْتُمْ الضُّعَفَاءَ فِي أَيْدِيهِمْ فَمِنْ بَيْنِ مُسْتَعْبِدٍ مَقْهُورٍ وَ بَيْنِ مُسْتَضْعَفٍ عَلَى مَعِيشَتِهِ مَغْلُوبٍ يَتَقَلَّبُونَ فِي الْمُلْكِ بَارِزَاتِهِمْ وَ يَسْتَشْعِرُونَ الْخِزْيَ بِأَهْوَائِهِمْ إِقْتِدَاءً بِالْأَشْرَارِ وَ جُزْأَةً عَلَى الْجَبَّارِ

وہ حکومت پر قبضہ کرنے میں اس لئے کامیاب ہو گئے کیونکہ آپ موت سے ڈر کر بھاگنے والے تھے اور اس فانی اور عارضی دنیا کی محبت میں گرفتار تھے۔ پھر (آپ کی یہ کمزوریاں سبب بنیں کہ) ضعیف اور کمزور لوگ ان کے چنگل میں پھنس گئے اور (نتیجہ یہ ہے کہ) کچھ تو غلاموں کی طرح کچل دیئے گئے اور کچھ مصیبت کے ماروں کی مانند اپنی معیشت کے ہاتھوں بے بس ہو گئے۔ حکام اپنی حکومتوں میں خودسری، آمریت اور استبداد کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی میں ذلت و خواری کا سبب بنتے ہیں، بدقماش افراد کی پیروی کرتے ہیں اور پروردگار کے مقابلے میں گستاخی دکھاتے ہیں۔

فِي كُلِّ بَلَدٍ مِنْهُمْ عَلَى مِنْبَرِهِ خَطِيبٌ مِصْقَعٌ فَأَلَارِضُ لَهُمْ شَاغِرَةٌ وَ أَيْدِيهِمْ فِيهَا مَبْسُوطَةٌ وَ النَّاسُ لَهُمْ حَوْلٌ لَا يَذْفَعُونَ يَدَ لَأَمْسٍ فَمِنْ بَيْنِ جَبَّارٍ عَنِيدٍ وَ ذِي سَطْوَةٍ عَلَى الصَّغْفَةِ شَدِيدٍ مُطَاعٍ لَا يَعْرِفُ الْمُبْدَأَ الْمَعِيدَ

ہر شہر میں ان کا ایک ماہر خطیب منبر پر بیٹھا ہے۔ زمین میں ان کے لئے کوئی روک ٹوک نہیں ہے اور ان کے ہاتھ کھلے ہوئے ہیں (یعنی جو چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں) عوام ان کے غلام بن گئے ہیں اور اپنے دفاع سے عاجز ہیں۔ حکام میں سے کوئی حاکم تو ظالم، جابر اور دشمنی اور عناد رکھنے والا ہے اور کوئی کمزوروں کو سختی سے کچل دینے والا، ان ہی کا حکم چلتا ہے جبکہ یہ نہ خدا کو مانتے ہیں اور نہ روز جزا کو۔

فَيَا عَجَباً وَمَالِي لَا أَعْجَبُ وَالْأَرْضُ مِنْ غَاشٍّ غَشُومٍ وَمُتَصَدِّقٍ ظُلُومٍ وَعَامِلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ بِهِمْ غَيْرِ رَحِيمٍ، قَالَهُ
الْحَاكِمُ فِيمَا فِيهِ تَنَازَعْنَا وَالْقَاضِي بِحُكْمِهِ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَنَا

تعجب ہے اور کیوں تعجب نہ ہو! ملک ایک دھوکے باز ستم کار کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے مالیاتی عہدیدار ظالم ہیں اور صوبوں میں اسکے (مقرر کردہ) گورنر مومنوں کے لئے سنگ دل اور بے رحم۔ (آخر کار) اللہ ہی ان امور کے بارے میں فیصلہ کرے گا جن کے بارے میں ہمارے اور ان کے درمیان نزاع ہے اور وہی ہمارے اور ان کے درمیان پیش آنے والے اختلاف پر اپنا حکم صادر کرے گا۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنْتَ لَمْ يَكُنْ مَا كَانَ مِنْ تَنَافُسٍ فِي سُلْطَانٍ وَ لَا لِيْمَاسٍ مِنْ فُضُولِ الْخُطَامِ وَ لَكِنْ لِيُرِيَ الْمَعَالِمَ مِنْ دِيْنِكَ وَ تَنْظِيْرَ الْاَصْلَاحِ فِي بِلَادِكَ وَ يَأْمَنَ الْمَظْلُوْمُوْنَ مِنْ عِبَادِكَ وَ يَعْمَلَ بِفَرَائِضِكَ وَ سُنَنِكَ وَ اَحْكَامِكَ فَانْكُمُ اِنْ لَا تَنْصُرُوْنَا وَ تَنْصِفُوْنَا قَوِي الطَّلَمَةُ عَلَيْنَكُمْ وَ عَمِلُوْا فِي اِطْفَاءِ نُوْرِ نَبِيِّكُمْ وَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا وَ اِلَيْهِ اَنْبْنَا وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ

(امام نے اپنے خطاب کا اختتام ان الفاظ پر فرمایا)

بارالہا! تو جانتا ہے کہ جو کچھ ہماری جانب سے ہوا (بنی امیہ اور معاویہ کی حکومت کی مخالفت میں) وہ نہ تو حصول اقتدار کے سلسلے میں رسہ کشی ہے اور نہ ہی یہ مال دنیا کی افزوں طلبی کے لئے ہے بلکہ صرف اس لئے ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ تیرے دین کی نشانیں کو آشکار کر دیں اور تیری مملکت میں اصلاح کریں، تیرے مظلوم بندوں کو امان میسر ہو اور جو فرائض، قوانین اور احکام تو نے معین کئے ہیں ان پر عمل ہو۔ اب اگر آپ حضرات (حاضرین سے خطاب) نے ہماری مدد نہ کی اور ہمارے ساتھ انصاف نہ کیا تو ظالم آپ پر (اور زیادہ) چھا جائیں گے اور ((نور نبوت)) کو بجھانے میں اور زیادہ فعال ہو جائیں گے۔ ہمارے لئے تو بس خدا ہی کافی ہے، اسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف ہماری توجہ ہے اور اسی کی جانب پلٹنا ہے۔

یہ وہ خطبہ تھا جو امام حسین علیہ السلام نے منیٰ میں ارشاد فرمایا اور تمام حاضرین کو تاکید ی حکم دیا کہ یہ پیغام دوسروں تک پہنچانے کی حتی الامکان کوشش کریں تاکہ رفتہ رفتہ تمام مسلمان، پیکر اسلام کو پہنچنے والے ان نقصانات سے آگاہ ہو جائیں جن کے نتیجے میں اسلام کی اساس کو خطرہ لاحق ہے۔

اس خطبے میں موجود اہم نکات اور نتائج

امام حسین علیہ السلام نے اس خطبے میں امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت کے بعد مختلف معاشرتی اور مذہبی پہلوؤں نیز اسلامی معاشرے پر معاویہ ابن ابی سفیان کے اقتدار کے اسباب اور ان وجوہات کا ذکر کیا ہے جن کے سبب مسلمانوں کے معاملات معاویہ کے ہاتھوں میں آ گئے۔ اس کے بعد آپ نے اسلام کے مستقبل کے لئے نقصان دہ خطرات کی جانب اشارہ کیا ، اور مسلمانوں کو خبردار کیا کہ اگر اب بھی وہ خاموش اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے اور عمائدین قوم، اور ملت کے باشعور افراد نے ہوش کے ناخن نہ لئے اور اپنی ذمے داریوں کو ادا نہ کیا تو نہ صرف یہ کہ نور نبوت ماند پڑ جائے گا بلکہ خطرہ یہ ہے کہ کہیں یہ مشعل فروزاں، اسلام دشمنوں کے ہاتھوں ہمیشہ کے لئے بجھ ہی نہ جائے۔

فرزند رسول نے اس خطبے کے ذریعے حاضرین کے سامنے قرآن اور عترت کی مظلومیت کو بیان کیا اور یہ ذمے داری ان کے سپرد کی کہ جہاں تک ممکن ہے وہ اس پیغام کو مملکت اسلامی کے تمام باشعور اور دیندار افراد تک پہنچائیں اور انہیں اس خطرے سے آگاہ کریں۔

اگرچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس خطبے کی مفصل تشریح کی جائے کیونکہ اس کا ایک ایک جملہ علمی اور تاریخی لحاظ سے تشریح طلب ہے (3) لیکن فی الحال یہاں نتیجہ گیری کی صورت میں ہم اپنے خیال اور سطح فکر کی حد تک صرف چند نکات قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔

زمانی اور مکانی حالات

اس خطبے کے مضامین کی تشریح سے پہلے خطبہ ارشاد فرمانے کے زمان و مکان اور خطبے کے طرز بیان پر توجہ دینا ضروری ہے۔ اس خطبے کے لئے خاص مقام (منیٰ) اور خاص وقت (ایام حج) کا انتخاب کیا گیا۔ مملکت اسلامی کی اہم ترین شخصیات بشمول خواتین کو دعوت دی گئی ، بنی ہاشم کے عمائدین اور مہاجر و انصار صحابہء کرام بھی مدعو تھے۔ خاص کر اس اجتماع میں ۲۰۰ ایسے افراد شریک تھے جنہیں رسول گرامی کی صحابیت اور ان سے براہ راست مستفیض ہونے کی سعادت حاصل تھی۔ ان ۲۰۰ کے علاوہ ۸۰۰ سے زائد افراد اصحاب رسول کی اولاد (تابعین) تھے۔

جلسہ گاہ : یہ جلسہ منیٰ میں تشکیل پایا ، جو بیت اللہ سے نزدیک ، توحید اور وحدانیت کے علمبردار حضرت ابراہیم سے منسوب اور قربانی و ایثار کی مثال حضرت اسماعیل کی قربانگاہ ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں ہر قسم کے امتیازات سے دستبردار ہو کر خدا کے سوا ہر چیز کو بھلا دیا جاتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں انسان شیطان اور طاغوتوں پر کنکر برسا کے ندائے حق پر لبیک کہتا ہے اور راہ خدا میں قربانی اور ایمان اور اسلام کے راستے میں تن، من، دھن کی بازی لگانے کے لئے حضرت اسماعیل کے یا ابت افعل ماتومر (4) سے درس لیتا ہے اور ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین (5) کو نمونہ عمل قرار دے کر اللہ کی راہ میں سختیوں، مشکلات اور حتیٰ ٹکڑے ٹکڑے

ہو جانے کے عزم کا اعلان کرتا ہے۔

زمانہ : یہ جلسہ ایام تشریق میں منعقد ہوا۔ یہ وہ وقت ہے جب یہاں پہنچنے والے اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت، خداسے ارتباط اور عمرے کے اعمال انجام دے کر، منزل عرفات سے گزر کر، مشعر کے بیابان میں رات بسر کر کے، اور قربانی انجام دینے کے بعد فرزند رسول کا حیات آفرین پیغام قبول کرنے کے لئے معنویت اور روحانیت کی ایک منزل پر پہنچ چکے ہیں۔

خطبے سے مربوط اہم نکات

۱ - ولایت سے انحراف

اس خطبے میں امام حسین نے جس بات کی طرف سب سے پہلے اشارہ کیا وہ (لوگوں کا) حق سے منحرف ہوجانا ، ولایت اور حکومت کو اس کے صحیح راستے سے ہٹا دینا اور اس بنیادی ترین مسئلے کے بارے میں رسول گرامی کی وصیت کو بھلا دینا تھا۔

رسول گرامی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اعلان نبوت کے ابتدائی ایام سے لے کر اپنی نبوت کی پوری ۲۳ سالہ مدت میں متعدد مرتبہ امامت اور ولایت کے موضوع پر گفتگو کی اور اس سلسلے میں مختلف موقعوں پر، مختلف طریقوں سے لوگوں کے سامنے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کا تعارف کرایا۔ انہی مواقع میں سے ایک نمایاں اور محسوس موقع سد ابواب (گھروں کے دروازے بند کروانے) والا واقعہ ہے۔ مدینہ تشریف لانے کے بعد رسول کریم نے مسجد تعمیر کروائی اور پھر اسکے اطراف مکانات اور حجرے بنوانے کے دوران سدالابواب الاباب علی(6) کا دو ٹوک حکم صادر فرمایا اور اسکے بعد وضاحت فرمائی : ما انا سددت ابوابکم ولكن الله امرني بسد ابوابکم و فتح بابہ (میں نے اپنی طرف سے دروازے بند نہیں کروائے ہیں بلکہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ تمہارے دروازے بند کر دو اور ان (علی) کا دروازہ کھلا رکھوں۔

یہ تعارف اسکے بعد بھی انت ولی کل مومن بعدی(7) اور ایسے ہی دوسرے ارشادات کے ذریعے جاری رہا۔ یہاں تک کہ رسول کریم نے اپنی زندگی کے آخری مہینوں اور آخری ایام میں اس حساس اور اہم موضوع کو عوام الناس کے درمیان انتہائی کھلے لفظوں میں ، غدیر خم کے موقع پر اور مسجد ومنبر سے بیان کیا تاکہ پھر اسکے بعد کسی کے لئے شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے اور کسی کو تاویل وتفسیر کا کوئی راستہ نہ ملے۔ منیٰ کے جلسے میں موجود متعدد افراد خود ان مواقع کے شاہد و ناظر تھے یا انہوں نے قابل اعتماد اصحاب اور عینی شاہدوں سے سنا تھا ۔ لہذا امام حسین علیہ السلام کے ہر بیان کے بعد ان کا جواب یہی تھا کہ اللہم نعم۔

بہر صورت وجہ کوئی بھی ہو (رسول اکرم کی تمام تر کوششوں کے باوجود) یہ انحراف وجود میں آیا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا گیا۔ کیونکہ خلافت کا پہلا مرحلہ (رسول اکرم کی) وصیت کی نفی کر کے اصحاب کے اجماع اور فیصلے کو دلیل بنا کر طے کر لیا گیا جبکہ صرف دو سال بعد دوسرا مرحلہ اجماع کو پس پشت ڈال کے، صاحب نظر افراد کے کسی قسم کے اظہار نظر کے بغیر ، ارباب حل و عقد اور ماہرین کی رائے کو نظر انداز کرتے ہوئے وصیت کی بنیاد پر طے کیا گیا، اور اسکے دس سال بعد خلیفہ سوم کے انتخاب کے لئے گزشتہ دو خلفاء کے انتخاب کے طریقے کے برخلاف شوریٰ کے نام سے ایک تیسرا راستہ اپنایا گیا ۔

خلیفہ کے انتخاب کے سلسلے میں اختیار کئے جانے والے یہ تین مختلف اور متضاد راستے اور راہ حق کے مقابلے میں ایجاد ہونے والا یہ انحراف شاید بعض افراد کے نزدیک صرف ماضی کی ایک داستان اور انجام پا چکنے والا عمل ہو لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے جوتلخ نتائج اور نقصانات سامنے آئے، وہ اتنے گہرے اور وسیع ہیں کہ نہ

ہی اجتماعی امور کا کوئی ماہر ان کا مکمل تجزیہ و تحلیل کر سکتا ہے اور نہ ہی حتیٰ کوئی محقق اور مورخ انہیں کماحقہ بیان کر سکتا ہے۔

امیر المومنین کے زمانے کے واقعات انہی کے بیانات کی روشنی میں

اس زمانے کی بعض معاشرتی اور مذہبی مشکلات کو امیر المومنین کے درج ذیل کلام میں محسوس کیا جا سکتا ہے اور یوں احساس ہوتا ہے کہ گویا امام حسین کا خطبہ امیر المومنین کے اسی کلام کی تشریح ہو۔

اس کلام میں خلفائے اول اور دوم کے طریقہء انتخاب اور اس دوران اپنی صورتحال اور مقام کو بیان کرنے کے بعد، امیر المومنین نے ان واقعات، غلطیوں، خامیوں اور مصیبتوں کی طرف اشارہ کیا جو خلیفہء ثانی اور ثالث کے زمانے میں پیش آئیں، جس نے مسلمانوں کو مجبور کیا کہ وہ امیر المومنین سے رجوع کریں۔ اسی طرح اس کلام میں ان قبیح اعمال کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے، جو نفسانی خواہشات، حب دنیا، جاہ و مقام اور مال و منال کی خاطر بعض مسلمانوں نے انجام دیئے۔ آپ فرماتے ہیں:

((خدا کی قسم لوگ ان (خلیفہء دوم) کے زمانے میں کج روی، سرکشی، متلون مزاجی اور بے راہ روی میں مبتلا ہو گئے۔ میں نے اس طویل مدت اور شدید مصیبت پر صبر کیا، یہاں تک کہ انہوں نے بھی اپنی راہ لی اور خلافت کو ایک جماعت میں محدود کر گئے اور مجھے بھی اس جماعت کا ایک فرد خیال کیا۔ للہ مجھے اس شوریٰ سے کیا واسطہ ؟

ان میں کے سب سے پہلے ہی کے مقابلے میں میرے استحقاق اور فضیلت میں کب شک و شبہ تھا، جو اب ان لوگوں میں، میں بھی شامل کر لیا گیا۔ مگر میں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جب وہ زمین کے نزدیک ہو کر پرواز کرنے لگیں تو میں بھی ایسا ہی کرنے لگوں اور جب وہ اونچے اڑنے لگیں تو میں بھی اسی طرح پرواز کروں (یعنی حتیٰ الامکان کسی نہ کسی صورت میں نباہ کرتا رہوں)۔

ان (اراکین شوریٰ) میں سے ایک شخص تو کینہ و عناد کی وجہ سے میرا مخالف ہوا اور دوسرا دامادی اور بعض ایسی باتوں کی وجہ سے ادھر جھک گیا جن کا بیا ن مناسب نہیں۔ یہاں تک کہ اس قوم کا تیسرا پیٹ پھلائے سرگین اور چارے کے درمیان کھڑا ہوا اور اسکے ساتھ ساتھ اس کے بھائی بند بھی اٹھ کھڑے ہوئے، جو اللہ کے مال کو اس طرح نگلتے تھے جس طرح اونٹ فصل بہار کا چارہ چرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ وقت آگیا جب اس کی بٹی ہوئی رسی کے بل کھل گئے اور اس کی بد اعمالیوں نے اس کا م تمام کر دیا اور شکم پری نے اسے منہ کے بل گرا دیا۔ اس وقت مجھے لوگوں کے ہجوم نے دہشت زدہ کر دیا جو میری طرف بچو کے ایال کی طرح ہر طرف سے مسلسل بڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ صورت یہ ہو گئی تھی کہ حسن اور حسین کچلے جارہے تھے اور میری چادر کے دونوں کنارے پھٹ گئے تھے۔ وہ سب میرے گرد اس طرح گھیرا ڈالے ہوئے تھے جیسے بکریاں بھیڑیے کے حملے

کی صورت میں اپنے چرواہے کے گرد جمع ہوجاتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود جب میں نے خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالیں تو ایک گروہ نے بیعت توڑ ڈالی اور دوسرا دین سے نکل گیا اور تیسرے گروہ نے فسق اختیار کیا۔ گویا ان لوگوں نے اللہ کا یہ ارشاد سنا ہی نہ تھا کہ: یہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کیلئے قرار دیا ہے جو دنیا میں نہ (بے جا) بلندی چاہتے ہیں، نہ فساد پھیلاتے ہیں اور اچھا انجام پرپیز گاروں کے لئے ہے۔ ہاں ہاں! خدا کی قسم ان لوگوں نے اس آیت کو سنا تھا اور یاد کیا تھا لیکن ان کی نگاہوں میں دنیا کا جمال کھب گیا تھا اور اس کی سچ دھج نے انہیں دیوانہ کر دیا تھا۔)) (8)

امیرالمومنین کے مذکورہ بالا خطبے کے آخری الفاظ میں آپ کا درد دل ملا حظہ کیا جاسکتا ہے۔ لہذا جب آپ نے زمام خلافت کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اسلام کے صحیح قوانین کا نفاذ اور عدل وانصاف کا بول بالا ہوا اور جب انہوں نے ان الفاظ کے ساتھ اپنے پروگرام کا اعلان کیا کہ: واللہ لو وجدته قد تزوج بہ النساء و ملک بہ الاماء لرددته فان فی العدل سعة ومن ضاق علیہ العدل فالجور بہ اضیق۔۔ (خدا کی قسم! اگر مجھے کوئی مال اس حالت میں مل جاتا جسے عورتوں کا مہر بنایا دیا گیا ہے، یا اسے کنیز کی قیمت کے طور پر دیا گیا ہے تو بھی اسے واپس کرادیتا۔ اس لئے کہ انصاف میں بڑی وسعت پائی جاتی ہے اور جس کے لئے انصاف میں تنگی ہو اسکے لئے ظلم میں تو اور بھی تنگی ہوگی۔ نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۵) تو ۲۵ سال کی بے راہ روی، رسول اللہ کی سیرت سے دوری اور قانون شکنی اور حق تلفی کا عادی ہوجانے کی وجہ سے، لوگ حق وعدالت کے قیام کے لئے امیر المومنین کی کوششوں کو جرم سمجھنے لگے اور آپ کی مخالفت میں کھڑے ہو گئے اور آپ کے خلاف ایک داخلی جنگ کا آغاز کر دیا۔

کچھ لوگ اگرچہ براہ راست اس جنگ میں شامل نہیں تھے لیکن انہوں نے اپنی خاموشی کے ذریعے دشمن کو مضبوط کیا۔ اس کے نتیجے میں بجائے یہ کہ امیرالمومنین کی طاقت عدل وانصاف کے اجراء اور قرآن و سنت کے اہداف ومقاصد کو جامہء عمل پہنانے کے سلسلے میں صرف ہوتی، آپ کی تمام تر تو جہات اسلام کی بنیادوں کے تحفظ اور اسلامی معاشرے کی حفاظت پر مرکوز ہو گئیں۔ حد یہ ہے کہ ان داخلی جنگوں اور اندرونی اختلافات کے نتیجے میں لشکر حق اتنا کمزور اور بے اثر ہو گیا اور اس صورتحال نے امیرالمومنین کو ایسا آزرده خاطر کیا کہ آپ نے بارگاہ الہی میں التجا کرتے ہوئے یوں عرض کی :

اللہم انی قد مللتہم وملونی وسئمتہم وسئمونی، فابدلنی

بہم خیرا منهم، وابدلہم بی شرامنی

((اے پروردگار! میں ان سے تنگ آگیا ہوں اور یہ مجھ سے تنگ آگئے ہیں۔ میں ان سے اکتا گیا ہوں اور یہ مجھ سے اکتا گئے ہیں لہذا مجھے ان سے بہتر قوم عنایت کر دے اور انہیں مجھ سے بدتر حاکم دے دے۔))

نیز فرمایا :

واللہ لا ظن ان ہولاء القوم سید الون منکم با جتماعہم علی باطلہم، وتفرقکم عن حقکم وبمعصیتکم اما مکم فی الحق، وطاعتہم امامہم فی الباطل، وبادائہم الامانة الی صاحبہم و خیانتکم، وبصلاحہم فی بلاد ہم وفساد کم

((اور خدا کی قسم میرا خیال یہ ہے کہ عنقریب یہ لوگ تم سے اقتدار چھین لیں گے۔ اس لئے کہ یہ اپنے باطل پر متحد ہیں اور تم اپنے حق پر متحد نہیں ہو۔ یہ اپنے پیشوا کی باطل میں اطاعت کرتے ہیں اور تم اپنے امام کی حق میں بھی نافرمانی کرتے ہو۔ یہ اپنے مالک کی امانت اس کے حوالے کردیتے ہیں اور تم خیانت کرتے ہو۔ یہ اپنے شہروں میں امن وامان رکھتے ہیں اور تم اپنے شہروں میں بھی فساد کرتے ہو۔)) (نہج البلاغہ - خطبہ نمبر ۲۵)

ساتھ ہی پیش گوئی فرمائی کہ پیش آمدہ حالات میں (جبکہ تم اپنے رہبر اور امام کی طرف سے عائد ہونے والے فریضے کی ادائیگی میں سستی کرتے اور نافرمانی برتتے ہو اور دشمن اپنے مکرو فریب میں ہر روز موثر قدم بڑھا رہا ہے) جلد ہی معاویہ اور اس کے طرفدار کامیاب ہو کر تم پر مسلط ہو جائیں گے اور یوں ایک تاریک مستقبل اور بولناک مقدر تمہارے انتظار میں ہے۔

اما انکم ستلقون بعدی ذلا شاملا و سیفا قاطعا واثرةیتخذھا الظالمون فیکم سنة(9)

((مگر آگاہ رہو کہ میرے بعد تمہیں ہر طرف سے چھا جانے والی ذلت اور کاٹنے والی تلوار کا سامنا کرنا ہے اور ظالموں کے اس وتیرے سے سابقہ پڑنا ہے کہ وہ تمہیں محروم کر کے ہر چیز اپنے لئے مخصوص کر لیں۔))

اور آخر کار امیرالمومنین کی دعا: **فابدلنی خیرا منہم** (ان کی بجائے ان سے بہتر افراد مجھے عنایت فرما) پوری ہوئی اور ان افراد کی بجائے جن سے امیرالمومنین رنجیدہ تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول اللہ، انبیاء اور اولیاء کے ہمراہ اپنے جوار خاص میں مقام عنایت فرمایا اور آپ نے اپنی خون آلود اور مجروح پیشانی کے ساتھ آخری کامیابی کا استقبال کیا اور فرزت ورب الکعبہ (10) کہتے ہوئے اپنے رب سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔

1۔ دیکھئے نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۰۴ اور ۱۲۹۔

2۔ اس سے مراد وہ عہد و پیمان ہیں جو بیعت کے وقت رسول گرامی، نے لئے تھے۔ اسی طرح ولایت اور جانشینی کے لئے غدیر خم کے موقع پر رسول اللہ سے جو عہد و پیمان کئے گئے تھے، وہ بھی مراد ہیں۔

3۔ جیسا کہ علما اور فقہا نے اس خطبے کے صرف ایک جملے ذلک بان مجاری الامور والا حکام علی ایدی العلماء پر فقہ کی استدلالی کتب میں تفصیلی بحث کی ہے۔

4۔ اے والد گرامی وہ کیجئے جس کا حکم دیا گیا ہے۔ (سورہ صافات ۳۷۔ آیت ۱۰۲)

5۔ اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ (سورہ صافات ۳۷۔ آیت ۱۰۲)

6۔ علی کے سوا سب کے دروازے بند کر دو۔

7۔ (اے علی) آپ میرے بعد تمام مومنوں کے سرپرست ہوں گے۔

8۔ نہج البلاغہ۔ خطبہ نمبر ۳

10۔ عربی لغت نامے اقرب الموارد میں ہے کہ ((فاز بخیر ای ظفرہ ویقال لمن اخذحقہ من غریمة:فاز)) اس طرح کلمہء فوز کے اصلی معنی کامیابی ہیں نہ کہ ہدایت اور اصلاح جیسا کہ بعض لوگوں نے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج بھی کسی مقابلے میں جیتنے والے کو فائز کہا جاتا ہے ۔